THE

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, June 10, 2014

(105th Session)

Volume VI, No.05

(Nos. -)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VI	SP. VI(05)/2014
No.05	15

Contents

Pages

1. Recitation from the Holy Quran…………………………………………………….. 1
2. Leave of Absence ……………………………………………………………………. 2
3. Points of Order Regarding Terrorists' Attack on Karachi Airport
    - Senator Muhammad Zahid Khan ……………………………….
    - Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi ………….
    - Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq, Leader of the House ………………………………………………………………………..
    - Senator Kamil Ali Agha………………………………………………
    - Senator Maula Bakhsh Chandio …………………………………
    - Senator Abdul Haseeb Khan ………………………………………
    - Senator Mian Raza Rabbani ………………………………………
4. Discussion on the Motion Moved by Finance Minister on 3rd June, 2014 Regarding Recommendations to the National Assembly on Finance Bill, 2014 ……...
    - Senator Mian Raza Rabbani …………………………………......
    - Senator Dr. Abdul Qayyum Soomro ………………………….

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, June 10, 2014

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty six minutes past four in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿١٦٣﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ
فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ
فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّتَصْرِيْفِ
الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾

ترجمہ:۔اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، بڑا
مہربان نہایت رحم والا ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور

رات اور دن کے بدلنے میں اور جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کی نفع دینے والی چیزیں لے کر چلتے ہیں۔ اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے پھر اس سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں ہر قسم کے چلنے والے جانور پھیلاتا ہے۔ اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے۔ البتہ عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

(سورۃ البقرۃ۔ آیت 163 تا 164)

Leave of Absence

جناب قائم مقام چیئرمین: مفتی عبدالستار صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 9 تا 13 جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ مورخہ 3, 4 and 6 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جناب مشاہد اللہ خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 04 اور 06 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: ڈاکٹر محمد جہانگیر بدر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 06 جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Acting Chairman: Now we start our Budget Speech.

زاہد خان صاحب آپ اپنے خیالات کا اظہار اپنی Budget Speech میں کریں۔ دیکھیں کل سارا دن ہم نے اس معاملے پر بحث کی۔ کل پھر ہو گا؟ پرسوں پھر ہو گا؟ اس کا مطلب ہے کہ آپ کی recommendations نہیں جائیں گی۔ زاہد صاحب please.

سینیٹر زاہد خان: جناب آپ نے دیکھا کہ یہاں ایک منسٹر بھی موجود نہیں تھا۔ تمام منسٹر وہاں بیٹھے ہوئے تھے اور جواب دے رہے تھے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: آج بھی کوئی نہیں ہے۔

Points of Order Regarding Terrorists Attack on Karachi Airport raised by Senator Muhammad Zahid Khan

سینیٹر زاہد خان: یہی تو ہم کہہ رہے ہیں۔ تو پھر اس اجلاس پر کیوں قوم کا خزانہ لٹا رہے ہیں۔ اجلاس Prorogue کر دیں۔ حکومت کو عیاشی کرنے دیں۔ حکومت چل تو رہی ہے۔ اب ہماری ضرورت ان کو نہیں ہے۔ اگر ہمارے لیڈر صاحبان ان کے bill pass نہیں کرتے تو ان کو مزہ آتا۔ اسی وقت یہ ان کے ساتھ compromise کر لیتے۔ اگر compromise نہیں کرتے تو آج صورت حال کچھ اور ہوتی۔ ہم کیا کریں جناب۔ آپ order دیتے ہیں وہ نہیں مانتے ہیں۔ وہ آتے نہیں ہیں۔ Senate کو تو کچھ سمجھتے نہیں ہیں تو ہم پھر کیوں بیٹھے ہیں۔ قوم کا پیسا ہم پر خرچ ہو رہا ہے۔ اگر قوم کا پیسا ہم پر خرچ ہو رہا ہے اور اس کا کوئی output نہیں ہے تو میرا خیال ہے کہ اجلاس کو prorogue کر دیں۔ یہ عیاشی کریں۔ حکومت چلائیں۔ Dictator سے زیادہ dictator بن جائیں، ہمیں کیا فرق پڑے گا۔ بھاڑ میں جائیں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ ہم جمہوریت کے داعی ہیں لیکن ایسی جمہوریت کے داعی نہیں جس میں جو dictatorship ہو۔ اپنے رویے تو جمہوری رکھیں۔

اپنے رویے تو جمہوری رکھتے نہیں ہیں۔ اب ہر بات کو چھپا رہے ہیں۔ خبر آئی کہ کراچی میں attack ہوا، مگر media پر سارے آکر کہتے ہیں کہ کچھ نہیں ہوا۔ یہ کب تک ہم چھپائیں گے ؟کب تک ہم چھپ چھپ کر چوروں کی طرح پھریں گے ؟ کب تک ہم سوراخوں میں چھپیں گے ؟اس طرح تو بات نہیں بنے گی۔ پھر تو اس ملک کو ان کے حوالے کر دو۔ جناب پھر میری اور آپ کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ ہم یہاں بیٹھ کر جو بات کرتے ہیں اس کا کوئی output نہیں ہے۔ اجلاس میں کوئی آتا نہیں ہے۔ منسٹر کوئی آتا نہیں ہے۔ Senate کو تو انہوں نے bypass کیا ہے۔ ان کو Senate سے اتنی نفرت ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو آتے ہیں۔ میں اپنے leader اور Leader of the Opposition سے گزارش کرتا ہوں کہ خدارا ان سے کوئی compromise نہیں کریں۔ تاکہ ان کو بھی معلوم ہو کہ Senate کی کوئی value تو ہے۔ یہ گزشتہ ایک سال سے کوئی legislation نہیں کر سکے۔ اس کی یہی وجہ ہے۔ اگر ایسی ہی صورت حال رہے گی تو اس اجلاس کو ختم کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی آغا صاحب آپ نے کوئی خاص بات کرنی ہے ؟

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: پوری قوم اس وقت خوفزدہ ہے۔ کیا ہو رہا ہے۔ حکومت کیا کر رہی ہے، اس کا vision and plan کیا ہے؟ Failure after failure. پاکستان کے عوام کب تک ایسے suffer کرتے رہیں گے۔ کوئی direction and security policy نہیں ہے۔ There seems to be absolutely chaos. پوری قوم میں Complete chaos ہے۔ اگر ہم اس کو discuss نہیں کریں گے تو اور کون اس کو discuss کرے گا۔ اگر ہم اس کا notice نہیں لیں گے تو کون اس کا notice لے گا۔

Mr. Acting Chairman: Col. *Sahib* Government wants some time to normalize the situation.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب یہ ہم سے آکر پوچھیں، ہم ان کو بتادیں گے کہ وہ کہاں کہاں اور کتنے کتنے سالوں سے بیٹھے ہیں۔ وہ وہاں پر عدالتیں چلا رہے ہیں۔ اور ان کے خلاف ایک مرتبہ بھی operation نہیں ہوا۔ جب آپ ان کو نرمی دکھائیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ یہ باتیں اپنی budget speech میں بھی کر سکتے ہیں۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Unheard in the history of mankind.

باغیوں کے ساتھ ceasefire کیا جاتا ہے۔ حکومت کبھی بھی اپنی writ نہیں چھوڑتی۔

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ یہ باتیں اپنی budget speech میں کہیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جب آپ دشمن کو ceasefire دیتے ہیں تو وہ تیاری کرتا ہے، وہ اپنے آپ کو place کرتا ہے، وہ arms and ammunition جمع کرتا ہے، وہ اپنے plans بناتا ہے اور ready ہوتا ہے اور جیسا کہ وہ اب ceasefire میں ready ہو گیا ہے اور اب strike کر رہا ہے۔ آپ کے پاس کوئی policy or direction نہیں ہے۔ جب ایک چیز ہو جاتی ہے پوری دنیا وہاں پہنچ جاتی ہے۔ پوری حکومت وہاں پہنچ جاتی ہے۔ Law Enforcing Agencies وہاں پہنچ جاتی ہیں۔ معاملہ تو ہو گیا ہے۔ Security has been breached. اگر security parameter کو کوئی ہاتھ بھی لگا دے تو وہ breach ہو جاتی ہے۔ Security of Pakistan has been breached. اس کو discuss کیا جائے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: ضرور ضرور۔ Leader of the House سب سن رہے ہیں آپ کی باتیں۔ جی راجہ صاحب۔ آغا صاحب، Leader of the House کی ذرا بات سنیں اس کے بعد آپ بولیں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق (قائد ایوان): جناب چیئرمین! کل اسی معاملے پر بات کرنے کے لیے کہ بجٹ پر بحث کرنے کی بجائے کراچی کے معاملہ پر بات کی جائے، گو کہ یہ rules کے خلاف ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Rules کے خلاف ہے لیکن آپ کی consent سے ہوا ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: میں نے اسی لیے کہا تھا کہ وہ issue بہت اہم تھا۔ ابھی وہ کاروائی جاری تھی، operation ہو رہا تھا، تو پھر ہم نے یہ کہا کہ اس کو discuss کیا جائے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج رضا ربانی صاحب نے اس معاملے پر opposition کی طرف سے بات کی ابتدا کرنی تھی اور انہیں کرنی بھی چاہیے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ بجٹ پر تقریر کریں۔ بجٹ پر تقریر سے مراد صرف figures ہی نہیں ہوتے، بجٹ پر تقریر کے دوران آپ ہر معاملے پر بات کر سکتے ہیں including this issue. Internal security, threats from out side, Government criticism. لیکن کسی طریقے سے بات کریں، کرنل صاحب نے یہ Rules بنانے میں بڑی محنت کی ہے کہ House کس طرح چلایا جائے گا تو میں ان سے بھی گزارش کروں گا کہ ہر معاملے پر کھڑے ہو کر ایوان کی ساری کارروائی روک کر باتیں کرنے سے کیا ہو گا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ کے پاس جو time ہے عوام کی بہتری کے لیے، بجٹ کی اصلاح کے لیے، اگر آپ کوئی تجاویز دینا چاہتے ہیں، monetary policy, security یا Government performance تو جناب چیئرمین! آپ اس پر کارروائی شروع کریں اور اگر کوئی member اس پر بات نہیں کرنا چاہتا تو وہ اپنی باری پر جو بھی کہنا چاہتا ہے وہ بات کرے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آغا صاحب آپ کچھ کہیں گے؟

سینیٹر کامل علی آغا: جناب میں عرض کرنا چاہتا تھا لیکن میں محترم Leader of the House کے احترام میں بیٹھ گیا کیونکہ آپ نے کہا کہ وہ بات کرنا چاہتے ہیں اور ان کا حق rules کے مطابق بھی فائق ہے۔ لیکن کیا کریں کہ اس ملک کے کراچی شہر میں جو روزانہ attacks ہو رہے

ہیں کیا وہ rules کے مطابق ہو رہے ہیں؟ ہم تو rules کے مطابق چلنا چاہتے ہیں، قومی اسمبلی بھی چلنا چاہتی ہے۔ کل قومی اسمبلی نے بھی rules کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسی issue پر بات کی تو آج جو attack ہوا ہے وہ بھی rules کے مطابق نہیں ہے، وہ out of rules ہے اس لیے ہم بھی out of rules ہیں۔ میرا اس پر اختلاف ہے کہ attack کے rules نہیں ہوتے۔ پہلے میرا اختلاف اس بات پر ہے کہ محترم لیڈر آف دی ہاؤس نے یہ بات کہی کہ 'پھر کیا ہوگا'۔ آپ نے سنا ہوگا، ابھی انہوں نے فرمایا، ان کا ارشادِ گرامی ہے کہ 'پھر کیا ہوگا'۔ اگر آپ بات کر لو گے، بول لو گے، اس کا مطلب ہے کہ ان کو پتا ہے کہ پھر کیا ہوگا۔ ان کو پتا ہے کہ پھر بھی attack ہی ہوگا۔ ان ساری چیزوں سے ثابت ہو رہا ہے، ان کی verbal باتوں سے بھی یہ ثابت ہو رہا ہے، وہ جو ایک phenomenon چل رہا تھا کہ یہ ان کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، یہ ثابت ہو رہا ہے کہ یہ واقعی ملے ہوئے ہیں۔ ان کو کوئی گھبراہٹ نہیں ہے، گھبراہٹ تو قوم کو ہے، جن پر attacks ہو رہے ہیں اور جن کی جانیں جا رہی ہیں۔

آپ کراچی میں دیکھیں، اتنا خوف ہے، آپ یقین کریں پورے ملک میں لوگ ساری رات جاگتے رہے ہیں، بچے جاگتے رہے ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ آج بھی یہی صورت حال ہے۔ آج کیا ہوا؟ زاہد بھائی نے بھی بات کی۔ شروع میں اطلاع یہ ملی کہ ایئرپورٹ پر دوبارہ حملہ ہو گیا، میڈیا نے اس حملے اور cross firing کو live دکھایا۔ سامنے سے بھی فائرنگ ہو رہی تھی، اِدھر سے بھی فائرنگ ہو رہی تھی، forces فائرنگ کر رہی تھیں۔ پھر اس کو حکومت کی طرف سے minimize کرنا شروع کیا گیا۔ ابھی جب میں آیا ہوں تو authorities اب کہہ رہی ہیں کہ صرف ایک گولی چلی تھی۔ آپ اندازہ کریں کہ اس واقعے کی live footages چل رہی ہیں اور گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے اور پتا نہیں کتنی دیر ہوتی رہی، مختلف چینلز نے مختلف views دکھائے ہیں، ثبوت موجود ہیں جبکہ حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ صرف ایک گولی چلی تھی۔ خدا کے لیے! ان معاملات پر توجہ دیں، ہم نے کل بھی یہ کہا تھا اور آج بھی یہ ہی کہہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ اگر یہ غیر سنجیدگی، یہ confusion اور حکومت کا یہ مبہم قسم کا چہرہ نہ بدلا، یہ clarity کے ساتھ سامنے نہ آئے تو معاملات بگڑ رہے ہیں۔ یہ alarm ہے،

گھنٹی بج رہی ہے، گھنٹی نہیں بلکہ گھنٹا بج رہا ہے،اب تو ان کو ہوش کرنا چاہیے۔ یہ رویہ درست نہیں ہے کہ اس صورت حال کے باوجود بھی یہ کہا جائے کہ پھر کیا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت سنجیدہ معاملہ ہے، بہت alarming position ہے، اس پر حکومت کو توجہ دینی چاہیے، اپنا چہرہ واضح کرنا چاہیے اور ایک واضح پالیسی کے ساتھ سامنے آنا چاہیے۔ قوم آج بھی ان کے ساتھ کھڑی ہونے کے لیے تیار ہے، یہ فیصلہ تو کریں۔ ایک فیصلہ کریں اور اس پر کھڑے ہو جائیں۔ قوم ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہے لیکن یہ نہیں کہ operation بھی کروائیں اور ساتھ ہی جعلی قسم کا گرینڈ جرگہ بھی بٹھادیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: چانڈیو صاحب! ذرا جلدی کیجیے کیونکہ ہم نے بجٹ پر بحث کا آغاز بھی کرنا ہے، 44لوگ ہیں۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: چیئرمین صاحب! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ بجٹ پر ضرور بولنا چاہیے لیکن جیسے راجہ صاحب نے کہا کہ بجٹ پر بحث کے دوران صرف مخصوص اعداد و شمار پر ہی بات نہیں کرنی ہوتی بلکہ general بات کرنی ہوتی ہے۔ کل سے جو صورت حال پیدا ہوئی ہے، وہ general بات کرنے کی نہیں ہے، اس پر خاص time دے کر موقف سننا چاہیے۔ ہر وقت پارلیمنٹ سے بھاگنے، ہر وقت پارلیمنٹ سے ڈرنے اور ہر وقت پارلیمنٹ سے مشاورت لینے سے انکار نے ہی تو اس دلدل میں ہمیں پھنسایا ہے۔ اتنے سارے لوگوں کے ذہن اور نیتیں جب آپ کے ساتھ شریک ہو جائیں گی تو آپ کو ایک راستہ نظر آئے گا۔ حکومت، پارلیمنٹ سے بھاگتی پھرتی ہے، سنتی نہیں کہ پارلیمنٹ اور اپوزیشن کیا کہتی ہے۔ وزراء غیر سنجیدہ ہیں، حکومت غیر سنجیدہ ہے اور confused ہے۔ ایک ہی واقعے پر ایک وزیر کا بیان دوسرے وزیر سے مختلف ہے۔

جناب! میں معافی چاہتا ہوں، کراچی میں ہونے والے واقعات زندگی موت کا مسئلہ ہیں۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے۔ کراچی کی صورت حال سنجیدگی کا تقاضا کرتی ہے۔ کل ایک واقعہ ہوا، ایک دن کا بھی وقفہ نہیں اور آج پھر مذاق ہوا ہے۔ آج سارا دن میں بھی دیکھ رہا تھا، میں تو گھر سے نکلا ہی نہیں، میں نے خود دیکھا ہے، میں نے خود وہ آوازیں سنی ہیں، گولیوں کی بارش تھی، ہتھیاروں کی آوازیں تھیں، وہ جو announce کر رہے تھے کہ بھاگو! افواج پاکستان کے دستے آگئے ہیں، رینجرز آگئی ہے، پولیس آگئی ہے، ان لوگوں نے کمال کر دیا ہے۔ یہ تمام چیزیں میں خود ٹی۔ وی پر دیکھ رہا تھا۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے کے

مقابلے کے بعد کہا گیا کہ وہ ایک آدمی تھا، اس نے ایک فائر کیا، چونکہ بہت رش والی گلیاں تھیں، اس لیے وہ بھاگ گیا۔ یہ ناکامیاں ہیں۔ کیا آپ اس طرح مذاق بنائیں گے ؟ میں کہتا ہوں بجٹ پر ضرور بات ہونی چاہیے، ضرورت ہوتی ہے لیکن آج پھر ایک واقعہ ہوا ہے اور پارلیمنٹ کو ان واقعات کے حوالے سے حکومت پر بار بار pressure ڈالنا چاہیے تاکہ ان کے وزراء جو ذمہ دار ہیں، توجہ دیں۔ ان کی قومی سلامتی کی پالیسی نے ملکی سلامتی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ براہ مہربانی! اس معاملے پر وقت مقرر کر کے بات کرنی چاہیے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئر مین: عبدالحسیب صاحب! آپ بھی اسی پر بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ We are running out of time. آپ صرف دو منٹ لے لیں، جلدی کریں۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: چیئر مین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ کراچی میں ہو رہا ہے، اس کو آپ صرف ایئرپورٹ کے حوالے سے نہ دیکھیں بلکہ اس وقت کراچی کو completely take over کر لیا گیا ہے۔ وہاں حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے جبکہ آپ بجٹ کی باتیں کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیے کہ کل کے اخبار میں کیا آیا ہے؟ ہمارے تمام parliamentarians کی زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں جبکہ ہم یہاں آکر بیٹھے ہیں۔ چیئر مین صاحب! آج کے اخبار میں خبر آئی ہے کہ hit list پر اور top پر آپ کی پارلیمنٹ ہے۔ آپ کیا کر رہے ہیں؟ ہم بجٹ پر بات کیسے کریں، ہماری عقل تو کام کر نہیں رہی۔ کیا ہم بجٹ پر بات کریں؟ اس بات پر سوچیں کہ law and order کے حوالے سے ہمارا لائحہ عمل کیا ہو گا۔ کراچی شہر پر جو آپ نے ایک گروپ کا قبضہ کروا دیا ہے، وہاں قبضہ ہے، وہاں حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ پہلے اس مسئلے کو حل کر لیں تاکہ ہمارے دماغ سکون میں آ جائیں تاکہ ایک line میں آ جائیں تاکہ ہم پھر بجٹ پر بات کر سکیں۔ بجٹ کا معاملہ اتنا آسان نہیں ہے۔

جناب قائم مقام چیئر مین: شکریہ۔ جی میاں صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئر مین! اس سے پہلے کہ میں بجٹ پر گفتگو کروں، میرے دوستوں نے بالکل درست بات اٹھائی ہے کہ آج پھر کراچی میں ایک واقعہ ہوا۔ میں خود اس وقت

ٹی۔وی دیکھ رہا تھا۔ جیسے بہت سے دوستوں نے کہا کہ فائرنگ کی آواز سنائی دی اور security agencies کے لوگ ایک knee پر جاکر فائرنگ کرتے ہوئے مختلف چینلز پر دکھائے گئے۔اس کے ساتھ ساتھ میں چونکہ پارلیمنٹ ہاؤس میں تھا، میں نے جب قومی اسمبلی کو switch on کیا تو فاضل وزیرِ داخلہ اس وقت قومی اسمبلی میں کل کے واقعے سے متعلق بیان فرمارہے تھے۔یہاں سینیٹ میں نہ وہ آئے ہیں اور نہ ہی وزیرِ مملکت صاحب آئے۔ ہمیں کہا گیا کہ جی آپ کے لیے خاص طور پر Minister of State رکھا گیا ہے کیونکہ فاضل وزیرِ داخلہ کو شاید یہاں آنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ ہے تو نہ وہ آئے اور نہ MOS یہاں آئے ہیں کہ کل کے واقعات کے بارے میں اس ایوان کو confidence میں لیں۔

It is as if the Senate of Pakistan, the House of the federation, the House which represents the provinces of Pakistan, does not exist.

نمبر دو، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس وقت فاضل وزیر صاحب یہ فرمانے لگے۔ جب ان کی attention آج کے واقعات پر دلائی گئی، وقفہ ہوا اور وقفے کے بعد وہ تشریف لے کر آئے اور میں اس وقت دوسرے چینل پر تھا اور اس چینل پر کرنل طارق علی میڈیا سے گفتگو کر رہے تھے۔انہوں نے کہا کہ attack ہوا ہے اور وہ attack کی details دے رہے تھے لیکن جب میں نے واپس National Assembly کو switch کیا تو فاضل وزیر صاحب نے فرمایا کہ میں تمام تفصیل لے کر آرہا ہوں اور کوئی واقعہ آج نہیں ہوا۔آپ National Assembly کا ریکارڈ نکلوالیں وقفے کے فوراً بعد ان کی تقریر کا transcript نکلوالیں۔اس پر کچھ ممبران نے اعتراض کیا۔انہوں نے کہا کہ آپ میرے دفتر میں جاکر اور IG Sindh سے بات کرلیں۔ میری IG Sindh سے بھی بات ہوئی ہے، میری DG Rangers سے بھی بات ہوئی ہے اور ان سب نے کہا ہے کہ کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔اتنی دیر تک چینلز یہ show کر رہے تھے کہ Rangers کی mobilization ہو چکی تھی، پولیس اور فوج کی بھی mobilization ہو چکی تھی۔جب وزیر صاحب کا یہ بیان آیا تو اس کے بعد پھر وہاں کی Administration کی tone change ہونی شروع ہوئی اور انہوں نے اس واقعہ کو trivialize کیا۔ پہلے یہ کہا گیا کہ دو لوگ موٹر سائیکل کے اوپر آئے۔ ASF کے

Women Hostel پر انہوں نے فائرنگ کی اور وہ فرار ہو گئے۔ اب جیسے فاضل ممبر نے کہا تو اب کہہ رہے ہیں کہ ایک بندہ آیا اور ایک بندے نے گولی چلائی۔ ان کی اپنی statements کے اندر تضاد ہے۔ دیکھیں یہاں پر کوئی point scoring کی بات نہیں ہے۔ یہ پاکستان کی جنگ ہے۔ یہ پاکستان کی بقا کی جنگ ہے لیکن اگر اس جنگ میں ہم ہٹلر کا پروپیگنڈہ کرنا شروع کر دیں گے، اگر ہم گوبلز بن کر قوم کو ایک مختلف راہ دکھانا شروع کر دیں گے تو اس سے issue کو حل نہیں کیا جا سکتا۔ اس وقت ضرورت ہے کہ قوم ایک ہو کر وہ لوگ جو پاکستان کی سالمیت کے خلاف علم بغاوت اٹھائے ہوئے ہیں، جنہوں نے ریاست پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں، بجائے اس کے کہ ہم ایک ہو کر ان کا مقابلہ کریں ہم یہاں پر ان کو cover دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جھگڑا اس بات پر ہے کہ cover نہ کریں۔ لوگ جو TV پر دیکھ رہے ہیں don't insult the nations intelligence. کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ جو فائرنگ آپ دیکھ رہے ہیں وہ ہو ہی نہیں رہی ہے۔ Troops کی mobilization ہو ہی نہیں رہی ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہاں پر آپ کے توسط سے لیڈر آف دی ہاؤس کو یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ پارلیمنٹ کا ایک ہاؤس ہے، یہاں پر بحث ہوئی، یہاں پر بات ہوئی، یہاں پر لوگوں کو تشویش ہے، یہ وفاق کی اکائیوں کی نمائندگی کا ہاؤس ہے، یہاں پر کم از کم کوئی آکر اس ہاؤس کو confidence میں تو لے۔ There is not a single statement since yesterday made on the floor of the Senate by the Government with relation to the incident of Karachi. چلیں، میں اگر آج کی بات مان بھی جاتا ہوں for the sake of argument کہ آج کوئی incident نہیں ہوا تو کل کے incident کی briefing National Assembly کو دی جا سکتی ہے، صحیح یا غلط دی جا سکتی ہے لیکن یہاں پر سینیٹ میں آکر اس کی briefing Senate کو نہیں دی جا سکتی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ پھر یہ کہتے ہیں کہ political forces ہمارے پیچھے کھڑے ہوں، ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہونے کے لیے تیار ہیں، ہم آپ کو کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہونے کے لیے تیار ہیں لیکن خدارا! اپنے لیے نہیں، وفاق کے لیے، اس ملک کے لیے اور اس ملک کی سالمیت کے لیے اپنے رویے درست کریں۔ آپ

پورے ہاؤس کو alienate کر رہے ہیں۔ آپ پورے ہاؤس کو ایسے deal کر رہے ہیں کہ جیسے یہ exist ہی نہیں کرتا۔ آج Rules and Procedures Committee کی جو میٹنگ تھی اس میں چار مرتبہ، مجھے بات کہتے ہوئے شرم آ رہی ہے، چیئرمین بیٹھا ہوا ہے ان سے پوچھیں، چار مرتبہ Principal Secretary to the Prime Minister کو کہا جا رہا ہے کہ آپ اس کمیٹی کے سامنے پیش ہوں but he refused to come to the Committee. Is this the way to treat the Parliament? Is this the way to treat the Senate of Pakistan? Sir, what is this? چلیں، میں کہتا ہوں کہ میں بجٹ پر بات کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میں نے بات کر لی ہے۔ یہ نوٹس بھی میرے سامنے پڑے ہوئے ہیں لیکن اس سے پہلے کہ میں بجٹ کے اوپر آغاز کروں جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں فاضل لیڈر آف دی ہاؤس، جن کی میرے دل میں بہت عزت ہے، پارلیمانی لیڈر صاحب، مشاہد اللہ صاحب جن کے لیے بھی مجھے بہت عزت ہے، میرے دوستوں اور بھائیوں کی طرح ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ میں شروع کرتا ہوں لیکن آپ انصاف کریں، آپ اپوزیشن میں رہے ہیں، راجہ صاحب اس کرسی پر بیٹھے ہیں، مجھے ایک آدمی یہاں پر بتا دیں کہ وفاقی کابینہ کا جو بیٹھا ہو، جو میں بک بک کروں گا وہ ہو سکتا ہے کہ totally irrelevant ہو لیکن کوئی ایک آدمی یہاں پر بیٹھا ہوا ہے جو میں بک بک کروں اس کے نوٹس لے، کیا galleries کے اندر کوئی ایک آدمی Ministry of Finance کا بیٹھا ہوا ہے of the rank of Secretary or Additional Secretary کہ وہ جو میں بک بک کروں اس کے نوٹس لے، نہیں، there is nobody, اگر میں نے monologue کرنا ہے، تو بہتر ہے کہ میں اپنے کمرے میں شیشے کے سامنے کھڑا ہو کر وہاں پر monologue کر لوں۔ اب آپ مجھے بتائیں، میں ابتداء کروں، کس کے لیے ابتداء کروں؟

Mr. Acting Chairman: What do you want? Suggest something.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will not open the debate. There is nobody to listen to me. We will go out.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ راجہ صاحب کی بات تو سن لیں۔ جی، راجہ صاحب۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے تمام ممبران نے واک آؤٹ کیا)

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: جناب چیئرمین! وزارت خزانہ کی طرف سے دو سینیئر آفیسر محمود ہاشمی صاحب اور عبدالمالک صاحب موجود ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب چیئرمین! یہ بہت بے دردی کے ساتھ کراچی کے عوام کو treat کر رہے ہیں، جس طرح وہ کراچی کی سکیورٹی کو treat کر رہے ہیں، جس طرح وہ کراچی کے future کو treat کر رہے ہیں، اس کے لیے جتنا بھی کہا جائے کم ہے۔ وہاں پر پورے کے پورے طالبان کے کیمپس ہیں، وہاں پر طالبان کی کورٹس چلتی ہیں، وہاں پر طالبان کھلے گھومتے ہیں اور ان کے ساتھ جتنی بھی banned organizations ہیں وہ بھی ملی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی صاحب، آپ کے سب دوست واک آؤٹ کر چکے ہیں اور آپ تقریر کر رہے ہیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: واک آؤٹ کے لیے تو میں کہہ رہا ہوں کہ ان کا lack of interest and lack of care for the people of Pakistan کی وجہ سے آج MQM واک آؤٹ کرتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: راجہ صاحب! آپ وزراء کو بلائیں۔ یہ تو بڑا سنگین معاملہ ہو گیا ہے۔ تمام اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی ہے۔ اب تو ہم نے بجٹ پر بحث شروع کرنی ہے۔ تھوڑی دیر کے لیے وقفہ کر لیں۔ شاید 5,10 منٹ تک کوئی آجائے یا آپ کسی کو بلائیں گے۔ جی، دس منٹ کافی ہیں۔ The proceedings are suspended for 10 minutes.

[The proceedings of the House were then suspended for ten minutes]

(The House reassembled after break at 6:00 p.m. with Mr. Acting Chairman (Sabir Ali Baloch) in the Chair.

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ ایک وزیر مانگ رہے تھے، آپ کو چار وزیر مل گئے۔

سینیٹر محمد داؤد خان اچکزئی ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! ہمارے سامنے جو پلندے پڑے ہوئے ہیں، انہیں لے کر جانا بڑا مشکل کام ہے۔ ہماری موجودہ حکومت طالبعلموں کو لیپ ٹاپ دیتی ہے، میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ تمام parliamentarians کو بھی ایک ایک laptop دے دیا جائے تاکہ ان پلندوں سے ہماری جان چھوٹ جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، laptop چلانے کے لیے اسے سیکھنا پڑے گا، آپ موٹر سائیکل مانگیں تاکہ اسے لے جاسکیں۔ جی رضا ربانی صاحب۔

<u>Discussion on the Motion Moved by Finance Minister on 3rd June, 2014 Regarding Recommendations to the National Assembly on Finance Bill, 2014</u>

سینیٹر میاں رضا ربانی: شکریہ، جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں آپ کے توسط سے فاضل قائدِ ایوان اور پارلیمانی لیڈر مشاہد اللہ خان صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ بالآخر ان کی جدوجہد اور کوششوں سے کچھ وزراء یہاں تشریف لائے۔ جناب والا! جب یہ سال شروع ہوا اور جون کا مہینہ قریب آتا گیا تو غریب آدمی کو امید ہوئی اور وہ بجٹ کو look forward کرنے لگا۔ پھر جیسے جیسے وقت قریب آیا تو غریب کو کچھ اور امید پیدا ہوئی کہ شاید آنے والے بجٹ میں اسے کچھ relief ملے گا۔ پھر جب وقت اور قریب آیا تو ان کو میاں صاحب کی الیکشن والی تقاریر یاد آئیں اور غریبوں نے یہ سوچا کہ شاید پرانے میاں صاحب میں اور موجودہ میاں صاحب میں کچھ فرق ہوگا اور ہماری حالت بہتر

ہو گی۔ جناب والا! جب جون کا مہینہ شروع ہوا تو پاکستان کے غریب اور محنت کش عوام یہ آس اور امید لگائے بیٹھے تھے کہ شاید جب بجٹ پیش ہو گا تو یہ بجٹ ہمیں غربت کی زنجیروں سے نجات دلائے گا لیکن جب فاضل وزیرِ خزانہ نے تقریر کی اور میں نے ان کی وہ تقریر سنی تو پارلیمانی لیڈر کی اجازت سے کیونکہ میں ان کی طرح شعر نہیں کہہ سکتا، مجھے حبیب جالب صاحب کا ایک شعر یاد آیا جس میں انہوں نے کہا کہ ؛

ہم فقیروں کی جو کہتے ہیں رہائی ہو گی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی
ہم فقیروں کا امیروں پہ ابھی تکیہ ہے
ہم فقیروں کی ابھی اور پٹائی ہو گی

جناب والا! جو بجٹ پیش کیا گیا،

this is the budget of the capitalists, this is a budget for crony capitalists, this is a budget for those feudal lords who have industrial inputs and outputs, this is a budget which is motivated by the dictates and commitments made to the IMF.

جناب والا! یہ بجٹ ایک بڑا unique budget ہے اور یہ اس طرح کہ یہ ایک federal structure کے اندر provincial funds unconstitutionally federation کو transfer کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف یہ بجٹ پاکستان کے resources جو غریب کے resources ہیں، جو غریب کے لیے resources ہیں، ان کو یہ transfer کر کے پاکستان کی اشرافیہ، پاکستان کی ruling elite, crony capitalists کے فائدوں کو تقویت پہنچانا چاہتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ کی تیسری uniqueness یہ ہے کہ urban and rural divide کو مزید sharpen کر رہا ہے۔ جناب والا! جب میں urban and rural

divide کی بات کرتا ہوں تو اس بجٹ میں آپ مجھے یہ بتا دیں کہ کھیت، مزدور کے لیے کون سی سہولت دی گئی ہے؟ کھیت، مزدور کی آمدنی کو بڑھانے کے لیے اس بجٹ میں کیا اقدامات اٹھائے گئے؟ جناب والا! کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ اگر آپ G. T. Road پر جا رہے ہوں اور جی ٹی روڈ سے اتر کر اگر آپ دس کلو میٹر اندر کسی گاؤں اور دیہات میں جائیں تو وہاں پر آپ کو سڑک نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی۔ پنجاب کے rural areas میں سڑکوں کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ urban centers میں یا urban centers connect کرنے کے لیے موٹرویز کی بات کی جا رہی ہے۔ ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ urban centers میں فلائی اوورز اور دیگر چیزوں کی باتیں کی جا رہی ہیں۔ وہ کھیت مزدور، وہ دیہات میں رہنے والا چاہے اس کا تعلق صوبہ پنجاب، سندھ، خیبر پختون خوا یا بلوچستان سے ہو، اس کی حالت زار ویسے آج ہی ہے بلکہ بد تر سے بد تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! بات میٹرو بسوں کی کی جا رہی ہے۔ کبھی لاہور میں میٹرو بس کا سسٹم دیا جا رہا ہے، کبھی اسلام آباد میں میٹرو بس کا سسٹم دیا جا رہا ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اسلام آباد کے میٹرو بس سسٹم پر جو پیسے لگ رہے ہیں وہ پاکستان کے دیہاتوں کے اندر سڑکوں کی تعمیر کے لیے استعمال ہوتے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ اسلام آباد کے میٹرو بس سسٹم پر جو پیسے لگ رہے ہیں وہ دیہاتوں کے اندر ڈسپنسریاں قائم کرنے کے لیے استعمال ہوتے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوتا کہ وہ پیسا ہسپتالوں کے اندر دوائیوں کے لیے استعمال کیا جاتا لیکن بد قسمتی سے ایسا نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین! چونکہ وزیر خزانہ نے خود یہ فرمایا ہے کہ more than 50% below the poverty line مجھے اس بات کی فکر ہے کہ کل کو ایسی صورت حال نہ پیدا ہو کہ یہاں لوگ بیماری سے مر رہے ہوں، لوگ بھوک اور افلاس سے مر رہے ہوں اور پھر یہ میٹرو بسیں میت گاڑیوں کے لیے استعمال کی جا رہی ہوں۔ جس میں وہ غریب پاکستانی جن کے پاس دوائی کے پیسے نہیں ہیں، جن کے کھانے کے لیے روٹی نہیں ہے ان کی میتوں کو transport کیا جا رہا ہو۔

جناب چیئرمین! اگر ہم آگے چلیں تو دیکھتے ہیں کہ minimum wage کی بات کی گئی اور یہ کہا گیا کہ ہم نے minimum wage بارہ ہزار روپے کر دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے

آپ نے اچھا کیا، آپ نے کم از کم اس کو تھوڑا بڑھایا لیکن جناب چیئرمین، میں اس حقیقت کا کیا کروں، فاضل پارلیمانی پارٹی کے لیڈر کو اس بات کا علم ہے، میں اس بات کا کیا کروں کہ وہ سرمایہ دار، وہ crony capitalist مزدور کو پکی نوکری پر نہیں رکھتا بلکہ وہ outsource کرتا ہے، contract labor پر لے کر جاتا ہے، جہاں پر کوئی مزدور پکی نوکری پر بھی کام کر رہا ہو، اس کو ہم بھی enforce نہیں کر سکے، میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ ہم نے کر دیا لیکن آپ تو ہم سے بہتر بن کر آئے ہیں۔ آپ تو وہ چیزیں کرنے آئے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے تھے۔ جناب یہ minimum wage enforce کون کرے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ minimum wage سرمایہ داروں کی موجودگی میں implement ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین! جو تنخواہوں میں دس فیصد اضافہ کیا گیا ہے، pensions of the Federal Government's employees as ad-hoc relief اس کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ اس کو ہم مسترد اس لیے کرتے ہیں کہ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور یہ اضافہ peanuts کے برابر ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ employees upto Grade-15 should be given an increment of 25% and 16 and above be given an increment of 15%. جناب چیئرمین! یہ کونسا نظام ہے کہ آج EOBI کی پنشن وہی تین سو اتین، ساڑھے تین ہزار پر پھنسی ہوئی ہے۔ ہمارا آج آپ سے مطالبہ ہے کہ کچھ سرمایہ دار کے پیٹ سے نکالیں، تھوڑی دیر کے لیے crony capitalism کو چھوڑیں اور EOBI کی پنشن کو بھی چھ ہزار سے اوپر لایا جائے۔

جناب چیئرمین! مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے اور essential food items کی قیمتیں کہاں سے کہاں چلی گئیں۔ آلو بیس روپے کلو سے چھپن روپے کلو ہو گیا، دالیں سو روپے سے ایک سو پچاس ہو گئیں۔ گندم آٹا تیس روپے سے پچاس روپے کلو ہو گیا۔ اس طرح یہ مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے اور عام آدمی کے لیے زندہ رہنا اور بجٹ بنانا ناممکن ہو گیا ہے۔ چلیں میں ان کی بات تسلیم بھی کر لیتا ہوں کہ عام آدمی کی مزدوری بارہ ہزار آپ implement بھی کروا دیتے ہیں، موجودہ مہنگائی میں آپ مجھے بارہ ہزار روپے میں بجٹ بنا کر دکھا دیں کہ جس میں چار افراد کی فیملی، میاں بیوی اور دو بچے گزارہ کر سکیں۔ جس میں وہ اپنے دو بل بھی دیں گے، travel بھی کریں گے اور کھانا پینا بھی ہو گا۔ کیا

بارہ ہزار روپے میں یہ چیزیں پوری ہونا ممکن ہے؟ یہ ممکن نہیں ہے جناب۔اس کے برعکس آپ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ہو رہا ہے کہ عام پاکستانی پر ٹیکس لگایا جا رہا ہے، on all essential imported items as potatoes, tomatoes اور میڈیکل سرجری کے items لیکن اس کے برعکس وہ شاہی خاندان جن کا تعلق یو اے ای اور قطر سے ہے وہ پاکستان کے عام آدمی کے لیے میڈیکل اور کھانے پینے کی چیزیں مہنگی، شاہی خاندان کے لیے یو اے ای اور قطر سے تمام import duties on all items including their vehicles exempt کر دی جاتی ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے، یہ ملک میرا ہے، میں یہاں پر اپنے خون پسینے سے کام کرتا ہوں، اس لیے نہیں کہ کوئی راجہ یا مہاراجہ اپنے شوق کے لیے یہاں پر آئے اور اپنا شوق پورا کرنے کے لیے میں اس کو تمام کی تمام tax exemptions دے دوں۔ یہ تفرقہ آپ خود پیدا کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! اسی طرح 25% import duties جو بڑھائی گئی ہیں اُن میں raw material for manufacturing medicines بھی شامل ہے۔اس کا اثر کیا ہوگا کہ وہ غریب پاکستانی جس کو پہلے بھی سرکاری ہسپتال میں کچھ نہیں ملتا، دوائی نہیں ملتی، ڈاکٹر نہیں ملتا، جگہ نہیں ملتی، اس کی cost of medical treatment بڑھ جائے گی کیونکہ آپ نے 5% import duty on medical equipment such as blood glucose test strips, syringes and insulin syringes پر آپ نے یہ ڈیوٹی بڑھا دی ہے۔ وہاں پر بھی آپ نے بڑے سیٹھ کے ہسپتال کو، یہ جو equipment آ رہا ہے اُس کو آپ نے shelter دیا۔ جناب چیئرمین! ایک طرف مہنگائی کا یہ عالم ہے دوسری طرف جو اکنامک سروے 2013-14 کا آیا اس میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ unemployment rate in Pakistan increase ہو کر 6.2 ہو گیا as compared to 5.6 in 2009-10. صوبہ پنجاب میں بے روزگاری بڑھی، صوبہ پختونخوا میں بے روزگاری بڑھی، یہ دونوں وہ صوبے ہیں جہاں اب برسراقتدار پارٹیوں نے عوام کو کہا تھا کہ ہم انقلاب لے کر آئیں گے، غریب غریب نہیں رہے گا، انقلاب کے لیے تیار ہو جائیں۔ ان دونوں صوبوں میں بے روزگاری بڑھی، بلوچستان میں بے روزگاری بڑھی۔ اگر کہیں پر بے روزگاری نہیں بڑھی تو وہ صوبہ سندھ تھا۔ یہ بات میں نہیں کہہ رہا، یہ figures میرے نہیں ہیں، یہ figures Economic Survey کے ہیں۔

جناب چیئرمین! آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی جارہی ہے۔ اٹھارھویں ترمیم کی spirit کو روندا جارہا ہے، NFC میں جو بات کی گئی اس کو کسی خاطر میں نہیں لایا جارہا، وفاقی حکومت اپنے budget document میں یہ کہتی ہے کہ

"the Federal Government" is going to transfer the provincial surplus to the Federation in order to cover its budget deficit.

جناب چیئرمین! یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اپنے budget deficit کو cover کرنے کے لیے صوبوں کا جو surplus ہے وہ Federal Government اپنے پاس transfer کرلے، یہ اٹھارھویں ترمیم اور NFC کی روح کے سراسر خلاف بات ہے۔

جناب چیئرمین! تعلیم پہلے دن سے Government of India Act, 1935 سے لے کر آج دن تک تعلیم صوبائی subject تھا، اٹھارھویں ترمیم کے بعد اگر کوئی ابہام تھا، اگر باقی حکومتوں نے غلط کیا تھا، جس میں ہماری حکومتیں بھی شامل ہیں، اگر انہوں نے education کو غلط کر کے اسلام آباد میں رکھا ہوا تھا تو اٹھارھویں ترمیم کے بعد ماسوائے Federal Capital Area کے، کوئی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی، لیکن اس بجٹ میں an amount of 64.0 billion has been allocated which is an increase, in 2012-13 it was 37.03 billion. آپ کو کس increase کی ضرورت ہے؟ یہ صوبائی subject ہے، ماسوائے اسلام آباد کے، وفاقی حکومت کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ جناب چیئرمین! یہ آئینی خلاف ورزیوں کی کہانی یہاں نہیں رکتی، health بھی Government of India Act, 1935 سے لے کر جتنے Constitutions آئے، اُن تمام میں آپ اٹھا کر دیکھ لیں یہاں تک کہ health is a provincial subject I don't recognize the 1962 Constitution, لیکن اس میں بھی ایک residuary subject, it is not in that one Federal List. The Federal Government has usurped the functions of health and kept them at Islamabad. ابھی بھی with the exception of the Federal Capital Area, health has no other function for the Federal

Government, but there is also an increase, previously it was 25.7 billion and now it has been increased to 26.8 billion. What is the increase for? پمز ہسپتال میں آج بھی دوائی نہیں ملتی، غریب کا علاج آج بھی نہیں ہوتا تو آپ اتنا بڑا increase اسلام آباد کے لیے کس لیے لے رہے ہیں؟

جناب چیئرمین! این ایف سی کے تحت جو حصہ صوبوں کا بن رہا تھا، وہ admittedly from their own documents, وہ حصہ انہوں نے صوبوں کو پورا transfer نہیں کیا۔

جناب چیئرمین! این ایف سی کے تحت صوبوں کا جو حصہ بن رہا تھا وہ حصہ admittedly from their own documents صوبوں کو پورا transfer نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! SROs پر میں بعد میں آؤں گا کیونکہ اٹھارھویں ترمیم اور صوبوں کی بات کی جارہی ہے تو SROs کے ذریعے سے 470 billion روپوں کے ٹیکس concessions capitalist and crony capitalists کو دیئے گئے ہیں۔ یہ لوگ SRO culture ختم کرنے کی بات کر رہے تھے۔ کتنے SROs جاری کئے گئے وہ میں آگے چل کر بتاؤں گا۔ یہ concession آپ نے دی یہ بھی آپ نے صوبوں کا حصہ کاٹا، صوبوں کا حصہ کاٹ کر آپ نے سرمایہ دار کو فائدہ دیا۔ جناب چیئرمین! اٹھارھویں ترمیم کے تحت Article 172, clause 3 let me put it this way clause 3 of Article 172 کے تحت تیل و گیس کی جو exploration ہوگی اس کا پچاس فیصد مالک صوبہ ہے اور پچاس فیصد وفاق ہے، نئی concession sign ہوئیں سب کچھ ہوا لیکن آج دن تک کوئی mechanism نہیں بنایا گیا to give affect to clause 3 of Article 172 لہٰذا ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ فوری طور پر Clause 3 of Article 172 کو implement کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں نے تھوڑی دیر پہلے آپ کو صحت کی روداد سنائی۔ جو نئی سکیم health insurance scheme launch کی گئی یا کی جا رہی ہے یہ بھی unconstitutional ہے۔

The Federal Government has no business to launch the scheme of health insurance. It is not their subject. If they wanted, then they have to take recourse of Article 142 and 143 or raise it in the Council of Common Interests. Get the concurrence of the provinces, but for the sake of argument even if I was to agree, for the sake of argument even if I was to concede that yes they can do it, Mr. Chairman, it is arbitrary. In the pilot stage, the Government will select the districts in which it is to be made applicable and then the Government will select the people to whom those cards to be given.

یہ تو ہمیں کہا جاتا تھا کہ جیالوں کو نواز جارہا ہے، آپ وہی چیز کر رہے ہیں۔

The scheme is only there to benefit the workers of Pakistan Muslim League (N), apart from being unconstitutional. Mr. Chairman, electricity is a service and therefore we demand that the provinces should be allowed to collect the sales tax on electricity.

جناب چیئرمین! آئیے اس طرف چلیں جب یہ کہا جاتا تھا کہ ہم برسراقتدار آئیں گے تو دو دنوں میں پورے پاکستان کو جگمگاتا ہوا قمقموں کا ملک بنا دیں گے۔ جناب چیئرمین! ہیر کی پنکھی جھلنے والے کہتے تھے کہ ہم برسراقتدار آئے تو لوڈشیڈنگ کا مسئلہ ختم ہوگا، یہ تو اس حکومت کی نااہلی ہے، یہ پیسے کھا رہے ہیں، یہ جاگتے نہیں ہیں لیکن جب ہیر کی پنکھی جھلنے والے برسراقتدار آئے تو پہلا کام کیا کیا؟ غریب عوام کو یہ جھانسہ دیا کہ لوڈشیڈنگ صرف اس وقت ختم ہو سکتی ہے جب سرکلر ڈیٹ کو ختم کیا جائے۔ سرکلر ڈیٹ کو ختم کرنا اس لیے ضروری تھا کہ حسب منشا crony capitalists کو

فائدہ پہنچانا تھا۔ لہٰذا حسب منشا 480 بلین جون میں سرکلر ڈیبٹ کی مد میں دے دیئے گئے۔ اب قوم امید لگا کر بیٹھی ہے کہ لوڈ شیڈنگ ختم ہو گی لیکن لوڈ شیڈنگ بدستور بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے بعد سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ حسب منشا نے، crony capitalists نے، اس سرمایہ دار نے جس کو انہوں نے دودھ پلایا، اس کی debts کو write off کیا پھر انہی کی منسٹری کو خط لکھا اور کہا کہ اب سرکلر ڈیبٹ دوبارہ 300 and 305 billion ہو گیا ہے اور اگر آپ نے ہمیں pay up نہ کیا، سرمایہ دار، crony capitalist puts its thumb to the throat of the State of Pakistan and says pay me this money otherwise load shedding will go on for 12 to 14 hours. کیا یہ خط وزارت بجلی و پانی کے پاس موجود نہیں ہے؟ کیا یہ threat Ministry of Water and Power کے اندر موجود نہیں ہے؟ جناب چیئرمین! اس کے بعد کیا ہوا؟ اس کے بعد یہ ہوا کہ Auditor General of Pakistan نے کہا کہ جو آپ نے پہلے 480 ارب روپے دیئے ہیں وہ غیر آئینی طور پر آپ نے دیئے ہیں، یہ unconstitutional ہیں کیونکہ آپ نے اس کا pre-audit نہیں کروایا لیکن اس بات کو بھی ''مٹی پاؤ'' کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین! اب یہ کہا جا رہا ہے کہ ان کے debt کو cover کرنے کے لیے power میں 3% additional technical loss and interest on power sector loans ڈال دیا جائے۔ یہ فیصلہ ECC نے لیا against the advice of NEPRA but since it had to meet the commitment of the IMF غریب کو کچھ ہو جائے لیکن IMF بادشاہ ناراض نہ ہو۔ آج circular debt پھر وہیں پر کھڑا ہے۔ پہلے circular debt کو overcome کرنے کے لیے 31 billion were taken from the private banks. بنک بھی ان کا، پیسہ بھی واپس ان کو، interest بھی ادا کیا یہ تو پانچوں کی پانچوں گھی میں۔ کاش! I was also born with the silver spoon in my mouth. کاش! I would have also become a crony capitalist. کاش! I had also supported the PML(N) then perhaps it would have been a different

جناب چیئرمین! آج پندرہ گھنٹے لوڈشیڈنگ شہری علاقوں میں چل رہی ہے۔ بیس گھنٹے story. لوڈشیڈنگ دیہی علاقوں میں چل رہی ہے۔ لوگوں کی جیبیں گرم ہیں، یہاں غریب کا پنڈا گرم، بچے پڑھ نہیں پا رہے، 47 and 51 degrees temperature کے اندر بجلی بند ہے، پنکھا نہیں ہے، بتی نہیں ہے، پانی نہیں ہے اور وہاں پر تمام گھر جنریٹر پر چل رہے ہیں۔

Mr. Chairman, are we widening the gap or are we bridging the gap? Are we widening the polarization or sharpening the polarization or are we trying to make it less? We are sharpening it. Mr. Chairman, the story does not end here.

ایسا نہیں ہے کہ ان کو صرف pay off کر دیا گیا اور اب انشاءاللہ پھر ان کو pay off کر دیا جائے گا۔ اگر آپ ان کی tax exemptions دیکھیں تو یہ 52.3 billion اب کے لیے ہے، which is an increase of 3.43 billion over the last year when their exemption stood at 48.6 billion. ٹیکس میں چھوٹ، پیسا گھوٹ، عوام کو scoot.

جناب چیئرمین! انصاف کریں۔

Mr. Chairman, the Government has failed to control tax exemptions given to the powerful business community. The Government gave away something like 104 billion within the first six months of its rule. Till February, the PML Government had allowed custom duty exemptions of Rs. 92 billion, Rs. 7.3 billion worth of sales tax and 2.4 billion in income tax and all of these exemptions have been given through SROs which again is illegal and they have all been given to powerful, big business families.

بڑی باتیں ہو رہی تھیں کہ tax net کو بڑھایا جائے گا۔ موٹا سرمایہ دار ابھی بھی tax net میں نہیں آیا۔ غریب آدمی کو ابھی بھی گھسیٹا جا رہا ہے، salaried middle class کو

ابھی بھی گھسیٹا جارہا ہے، professionals کو ابھی بھی گھسیٹا جارہا ہے لیکن big business کو ہاتھ لگانے کے لیے کوئی تیار نہیں۔ Incentive scheme دی گئی جس میں کہا گیا کہ کالے دھن کو صاف کرلو لیکن پھر بھی وہ سامنے نہیں آئے۔ جناب چیئر مین! یہ غریب اور امیر کا فرق، یہ big business کا فرق، اس ملک کو کہاں لے کر جارہا ہے؟

جناب چیئر مین! اب ایک اور بڑی مزیدار چیز، جس کی طرف میں آپ کی توجہ چاہوں گا and that is, the

Government is seeking an unprecedented supplementary expenditure of about 5.677 trillion for the current financial year because of huge expenditure overruns, divisions of higher budget and debt servicing. The largest chunk of 4.677 trillion would be rolled over for repayment of domestic debt as regular supplementary grant. About Rs.44 billion, supplementary grant for the current year pertains to servicing of domestic debt, another 16.9 billion for other additional expenditures.

اب دیکھیں جناب چیئر مین! ہمیں یہ کہا گیا کہ this is an austere Government. یہ حکومت فضول خرچی نہیں کرے گی۔ یہ حکومت کفایت شعاری سے کام کرے گی۔ ہمیں یہ بھی کہا گیا کہ جی دیکھیں آتے ہی ہم نے expenditure cut لگا دیا PM House and Presidency پر۔ اب تھوڑی سی نظر ان کے اپنے documents پر ڈال لیں۔

Mr. Chairman, 1.54 billion supplementary expenditure was made by the Cabinet Division to purchase 02 BMW 76LI High Security Sedans and with appropriate security apparatus for the VIP and to train Intelligence Bureau officials.

کیا یہ کفایت شعاری ہو رہی ہے۔ BMW کے بغیر ہمارا گزارا نہیں ہو رہا۔ پھر جناب چیئرمین! یہاں پر لوگوں کے پاس گھر نہیں ہیں، but 69 million is being sought یعنی صرف for the gardens of Prime Minister's Secretariat, وزیراعظم کے دفتر کے باغیچے کے لیے 69 million ہیں۔ کیا یہ کفایت شعاری ہو رہی ہے جناب چیئرمین۔ 14 billion is being sought for the Pakistan Post Office and restoration of the GPO Building. Where? Not in Toba Tek Singh, not in Mandi Bahauddin, but in Murree. مری میں ضرورت ہے، کیونکہ وہاں پر ہر چیز اچھی، صاف، ستھری ہونی چاہیے اور سب کچھ وہاں پر ہونا چاہیے۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کچھ بھی ہو، منڈی بہاؤالدین میں ویسے ہی رہے، خیر ہے۔

جناب چیئرمین! آگے چلیں۔ 1.4 billion would be utilized for donation to Sultana Foundation. Who is Sultana Foundation? I don't know. Advertisements and publicity, video conferencing facility and rent of residential buildings. پھر آگے چلیں جناب چیئرمین۔ بین الاقوامی مالیاتی سامراج کے کہنے کو تو ہم ٹال نہیں سکتے، IMF ہمارا مائی باپ ہے، اس کے بغیر ہم چل نہیں سکتے، اس کے کہنے پر Rs.500 million to be injected in the First Women Bank under the dictates of the IMF.

آگے چلیں جناب چیئرمین۔ About 143 million was spent for the payment of the advertisement campaign on the Prime Minister's Youth Programme. یہ کفایت شعاری ہو رہی ہے جناب چیئرمین۔

آگے چلیں۔ Another 195 million was spent on account of Ministry of Interior for the purchase of 06 sniffers, سونگھنے والے کتے۔ چھ سونگھنے والے کتے خریدے گئے۔ اگر ان میں سے ایک کتا لاہور ایئرپورٹ پر ہوتا تو میں کہتا ٹھیک ہے، اگر ایک کتا یہاں بینظیر ایئرپورٹ پر ہوتا تو میں کہتا ٹھیک ہے، ایک کتا پشاور ایئرپورٹ پر

ہوتا تو میں کہتا ٹھیک ہے، اگر ایک کتا کراچی ایئرپورٹ پر ہوتا تو میں کہتا ٹھیک ہے لیکن یہاں پر کیا ہے جناب والا! چھ کتے سونگھنے والے،

(اس موقع پر انہوں نے ناک سے سونگھنے کی آواز بھی نکالی)

سونگھنے والے چھ کتے to do duties at the Prime Minister's House. 06 sniffing dogs for the Prime Minister's House جبکہ یہ صورتحال ہے کہ airports are unprotected. وہاں پر duty sniffer dogs کی ضرورت نہیں ہے۔ Prime Minister House کے لئے sniffer dogs کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! then 352 million was spent to train pilots. Pakistan Air force کے pilots نہیں ہیں۔ ان کو تو الف، ب بھی نہیں آتی۔ آپ کے توسط سے مشاہد صاحب! آپ کے PIA کے پائلٹ بھی ناکارہ ہیں۔ وہ بھی fly نہیں کر سکتے۔ 352 million was spent to train pilots abroad to carry out VVIP missions on helicopters. جناب چیئرمین! یہ کفایت شعاری ہے۔ جناب چیئرمین! آگے چلیں، میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں آپ سے SRO کی بات کروں گا۔ آپ کو میں نے ایک figure بھی دیا تھا۔ یہ بات حقیقت بھی ہے کہ جو targeted amount تھی اس حکومت کی in collection of taxes وہ دو دفعہ revise ہوئی اور revise ہونے کے بعد بھی وہ اپنا target یا حدف پورا نہیں کر سکے۔ اس حکومت نے اپنے crony capitalists کو بچانے کے لیے بین الاقوامی مالیاتی سامراج کی حکم عدولی بھی کی۔ IMF نے ان کو کہا کہ SROs کو ختم کرو، لیکن انہوں نے کہا کہ اگر SROs ختم ہو گئے تو سرمایہ دار کہاں جائے گا۔ وہ بے چارہ غریب ہو جائے گا۔ اس کا پیٹ چھوٹا ہو جائے گا۔ اس کو پیسے وفاقی حکومت کو دینے پڑیں گے۔ وہ پیسے غریب کے بھلے میں لگیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ IMF کی ہم حکم عدولی کر لیں گے لیکن سرمایہ دار کو خوش رکھنا ہے۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ ہم تین سالوں کے اندر SROs کو phase out کریں گے۔ جناب چیئرمین! پہلے 9 ماہ کے اندر نوے SROs issue ہوئے، اور from July to March تمام کے تمام big

business اور vested interest کے تحفظ کے لیے تھے۔ A study which has been carried out by the Government itself has put the exemption from SROs at 478 billion. اور جب کسی آدمی نے اس کو study کیا کہ 478 billion کا کتنا اور کیا ہو سکتا تھا، تو سامنے آیا کہ it was enough to produce1700 mega watts of electricity. یہ پیسے سرمایہ دار کو تحفظ دینے کے لیے، اس کے business کو تحفظ دینے کے لیے استعمال کیے گئے۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلی دفعہ یہ issue یہاں پر raise ہوا تھا کہ آپ جو ٹیکس لگاتے ہیں وہ ٹیکس effective ہو گا from the 1st of July لیکن پچھلی دفعہ یہ بات سامنے آئی کہ جس دن بجٹ announce ہوا اس دن سے ہی کچھ taxes کی وصولی کرنی شروع کر دی گئی۔ یہاں on the floor of this House ہم نے یہ بات اٹھائی اور ہم نے یہ بات کہی کہ یہ غیر آئینی ہے اور اسی بات کا پھر suo moto notice Supreme Court نے لیا اور Supreme Court نے اپنی judgment کے اندر یہ بات واضح طور پر کہہ دی کہ any taxes that are to be imposed should be through Parliament and through legislation لیکن in order now to circumvent the judgment of the Supreme Court and in order to give effect to the GST which is now being collected, they have issued an SRO and they say that under the rules and the law we are well within our limits. جب ادھر بیٹھے ہوئے تھے تو جناب ایک comma اور فل سٹاپ Supreme Court کی judgment کا violate نہیں ہو سکتا تھا، لیکن اب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں تو total violation of the Supreme Court judgment ہو رہی ہے، اور جناب چیئرمین!

let me make it abundantly clear that the SROs themselves are un-constitutional under Article 162 of the Constitution. The Government has no right to impose or vary taxes. The FBR has no right to sit and pass an

executive order and vary the taxes. It is in violation of Article 162 of the Constitution.

Austerity, cut in budgets, the P.M House جناب چیئرمین!
budget has been increased by 4%. ادھر تو یہ شاہی خرچے ہو رہے ہیں۔
Gardens کے لیے پیسے، sniffer dogs کے لیے پیسے، پائلٹس کی foreign training
کے لیے پیسے، اور دوسری طرف جناب چیئرمین! صوبہ سندھ کے 11 mega
development projects کو drop کر دیا گیا۔ صوبہ سندھ کی حکومت کو اس سلسلے میں
confidence میں نہیں لیا گیا، اور وہ کون سے projects تھے، وہ garden
development projects نہیں تھے جناب چیئرمین! وہ projects تھے the
Liary Expressway project, the K4 Mega Water Supply Programme, the S11 Suraj Treatment Project for Karachi,
the Karachi Circular Railway. اسلام آباد میں Metro Bus چل سکتی ہے،
اسلام آباد کے master plan کی دھجیاں اڑائی جا سکتی ہیں، green areas کو barren
areas میں convert کیا جا سکتا ہے، لیکن کراچی جہاں پر mass transit کی سب سے زیادہ
ضرورت ہے وہاں پر Circular Railway Project کو ختم کیا جا رہا ہے and Thar
Coal Development Project کو بھی ختم کیا جا رہا ہے۔

I can go on and on but let me very quickly,

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I would be very grateful if you would keep your comments to yourself because then you also have to speak. I have my faculties with me. I just don’t speak like that.

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی: آپ نے جو comment “enough is enough” pass کیا that is not on.

Mr. Acting Chairman: If I hear it, if something….

Senator Mian Raza Rabbani: Never mind sir, let us go on. Truth is always bitter and specially for those who are aspiring and have yet not attained anything.

جناب چیئرمین! Euro Bond کی بہت بات ہو رہی ہے، Euro Bond exorbitant interest rate یعنی 7.75% پر لیا گیا ہے۔ Greece کو دیکھیں تو اس کا rate اس سے بہت low ہے اور اگر آپ دوسرے ممالک سے compare کریں تو the interest is far less. Mr. Chairman, there has been a decrease in the foreign investment and increase in the debt and if we were to go to the targets that were set in their manifesto and that was set by them in their budget وہ targets بھی meet ہیں ہوئے۔

GDP growth rate 4.40% was the target, they allege it to be 4.14%, the IMF says no it is 3.5%, that target has been missed. Inflation target 8%, performance against target, 8.70%, target missed. Inflation on food items decrease, increased up to 200%, target missed. Public debt will reduce debt, increased by approximately two trillion, target missed. Tax revenue collection 2.275 trillion, even after revising the Government has not been able to meet that target, target missed. Circular debt, will bring it to zero, I just now told you it is around 3 billion again, target missed. Similarly, if you go on, it is a long list of targets missed.

جناب چیئرمین! ایک طرف غریب پر ٹیکس لگ رہا ہے اور دوسری طرف textile industryکو special incentivesدیے جارہے ہیں اور ان کو چھوٹ دی جارہی ہے تاکہ they can run a mock.جناب چیئرمین!good governanceکی بڑی بات کی گئی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ ہم good governanceلائیں گے۔انہوں نے state owned industries کے لیے جو Boards لوگوں کو appointکرنے کے لیے بنائے تھے،ان boardsکو آدھے میں abandonکر دیا گیا ہے۔اب through those boardsکوئی appointmentنہیں ہو رہی اور من مانی appointmentsکی جارہی ہیں۔اس سلسلے میں 36 million was spent on advertisements that were made by this board which was there for good governance.اسی طرح regulatory bodiesسے کو خاص طور پر Securities and Exchange Commission of Pakistan and Competition Commission of PakistanکوFederal Service Commissionکے purviewسے ہٹادیا گیا ہے اور جناب چیئرمین! یہ خبر بھی چل رہی ہے کہ Federal Governmentکے Public Procurement Rules کو Ministry of Water and Power is contemplating for moving a summaryکہ ان کو ختم کر دیا جائے تاکہ private sectorمیں جو power plantsہیں،ان کو facilitateکیا جا سکے۔اگر یہ procurement rules ختم ہوتے ہیں تو you can imagine کہ private sectorمیں جن کو facilitateکیا جائے گا،وہاں پر کیا گورکھ دھندے ہوں گے،یہ آپ بہتر سمجھتے ہیں اور میرے خیال میں سب جانتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں دو باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ business friendly نہیں ہیں، یہ تو industry friendly بھی نہیں ہیں۔ یہ تو persons specificچیزیں لا رہے ہیں۔آج بجٹ میں

in order to benefit a particular business house, the duty on 1800 cc vehicles manufactured in Pakistan has been reduced by 10% and there is only one vehicle and I think

everybody knows its name. There is only one vehicle of 1800 cc which is manufactured in Pakistan and to benefit that one particular business house, the national exchequer is being put at stake.

جناب چیئرمین! آخر میں آپ کے توسط سے میرا فاضل وزیر خزانہ سے ایک سوال ہے کہ جو funding education کی مد میں برطانیہ سے آئی ہے، وہ کہاں ہے؟ کیا وہ province specific funding تھی؟ کیا آپ نے اس کا account نہیں دینا؟ جو پیسے آئے، ہم ان کا حساب جاننا چاہتے ہیں کہ وہ کہاں پر خرچ کیے گئے۔ شکریہ۔

Mr. Acting Chairman: Thank you Raza *sahib*.

(Interruption)

Mr. Acting Chairman: I am sorry.

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: جناب! rules میں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Rules کی بات نہیں ہے۔ جعفر صاحب، کیا بہت اہم ہے؟ میری بات سنیں point of order کے بجائے یہ بات آپ اپنی تقریر میں کر لیں۔ Why don't you start your speech? I would give you the floor to start you speech.

(Interruption)

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! رضا ربانی صاحب میرے لیے بہت قابل احترام ہیں اور میں 1993 سے ان کا colleague ہوں۔ آج انہوں نے دوران تقریر ایک انکشاف کیا ہے اور میں نے نہایت ادب سے یہ عرض کرنا ہے۔۔۔

Mr. Acting Chairman: Jaffar Iqbal *sahib*, I am sorry. You can't reply his speech.

آپ اپنی تقریر شروع کر لیں۔ راجہ صاحب، pleaseآپ اپنے ممبران کو کہیں۔ آپ ان کی تقریر کا حوالہ دے کر point of order پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ You say something other than his speechاگر کوئیimportant بات ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد جعفر اقبال: شکریہ۔ جناب چیئر مین! رضا ربانی صاحب میرے لیے بڑے قابل احترام ہیں اور 1993 سے میں ان کا colleague ہوں۔ دوران تقریر آج انہوں نے ایک انکشاف کیا ہے اور میں نے نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کرنا ہے۔ انہوں نے آج یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ میں مسلم لیگ (ن) میں شامل نہیں ہوں، یہاں تو سب مزے ہی مزے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ (ن) میں آ جائیں۔ آپ کیوں پریشان ہو رہے ہیں۔ میں یہ بات کر رہا تھا۔

جناب قائم مقام چیئر مین: Thanks for the kind offer رضا صاحب کہاں گئے۔Anybody from Muslim League (N) جو شروع کر لے۔ ڈاکٹر قیوم سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالقیوم سومرو: مغرب کی نماز کے بعد مجھے وقت دیا جائے کیونکہ ابھی نماز ہونے والی ہے تو بہتر ہے کہ ہم نماز پڑھ لیں پھر میں شروع کرتا ہوں۔ آپ کی مہربانی۔

جناب قائم مقام چیئر مین: آپ شروع کر لیں جب اذان ہو گی تو ہم وقفہ کر لیں گے اس کے بعد آپ اپنی تقریر مکمل کر لیں۔ آپ شروع تو کر لیں۔ رضا صاحب! جعفر اقبال صاحب نے آپ کو inviteکیا ہے کہ join Pakistan Muslim League.جی ڈاکٹر سومرو صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالقیوم سومرو: بہتر یہی ہے کہ مجھے نماز کے بعد وقت دیں۔

جناب قائم مقام چیئر مین: اذان تو ہونے دو، کیا پتا ہے کہ آج مولوی بھی اذان دینا بھول جائے۔ آپ شروع تو کر لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالقیوم سومرو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے وقت دیا۔ سب سے پہلے تو میں یہ بات کروں گا کہ آج بجٹ کے حوالے سے میری تقریر ہے۔ درحقیقت جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس بجٹ کو دیکھنے کے بعد مجھے ایسے لگا اور یہ بجٹ میں نے پہلی بار براہ راست سنا ہے اور میں سمجھتا تھا شاید یہ بجٹ عام آدمی اور پاکستان کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے لیے ہوگا لیکن پتا چلا ہے کہ یہ بجٹ تو صرف ایک مخصوص طبقے کے لیے ہے۔ اس بجٹ میں غریب کے حوالے سے کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس بجٹ کے حوالے سے مجھے بہت ساری باتیں کرنی ہیں اور حکمرانوں کو اس بات کا احساس دلانا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں غریب عوام کے ساتھ بہت بڑا مذاق کیا گیا ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس غریب قوم کے ساتھ اتنے بڑے مذاق کے بعد یہ مت بھولیں کہ جب غریب کے ہاں نفرت اور مایوسی بڑھ جاتی ہے اور جب غریب کو یہ پتا چل جاتا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو پھر غریب کے ہاں انقلاب جنم لیتا ہے۔ پھر غریب وقت کے حکمرانوں کے سامنے ڈٹ جاتا ہے تو بڑے بڑے حکمران غریب کی طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوتے۔

جناب چیئرمین! چالیس کھرب روپے کا بجٹ پیش کیا گیا اور اس بجٹ میں آمدنی سے زیادہ اخراجات پر اس کا فرق ظاہر کیا گیا ہے۔ 1422 ارب روپے کا فرق ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ فرق کیسے ختم ہوگا۔ کیا آپ دوبارہ بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے پیسے لیں گے، کیا آپ دوبارہ ان کے ہاں کشکول لے کر جاؤ گے اور دوبارہ اس قوم کو مقروض بناؤ گے۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ مالی سال کے حوالے سے 2700 ارب روپے کے جو آپ نے target مقرر کیے تھے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ بڑی مشکل سے 1900 ارب روپے وصول ہوئے اور آج بھی 2810 ارب روپے اس رواں مالی سال کے لیے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں اور مجھے پتا نہیں کہ اس کی recovery کتنی ہوگی اور اگر یہ ہو بھی گئی، اگر میں یہ مان بھی لوں کہ چلو آپ نے محنت کی، بڑی efficiency دکھائی اس کے بعد جو 1325 ارب روپے کا فرق رکھا گیا ہے جو آپ کو سود کی صورت میں ان بڑے اداروں کو دینا ہے تو غریب عوام کے فائدے کے لیے پھر آپ کے پاس کیا رہ جاتا ہے۔ آپ نے عوام کی معاشی خوشحالی اور بہبود کے لیے کون سے منصوبے رکھے ہیں۔

محترم چیئرمین صاحب! بجٹ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ حکومت کی ترجیحات کو جانچا جائے۔حکومت نئے مالی سال کے لیے کیا ترجیحات رکھنا چاہتی ہےاور عوامی خوشحالی کے کون سے منصوبے ہوتے ہیں۔بجٹ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو بتایا جائے کہ اس رواں مالی سال میں عوام کی بھلائی کے لیے حکومت کے یہ منصوبے ہیں۔اس کے بعد یہ بھی تعین کیا جاتا ہے کہ گزشتہ سال جو بجٹ کے target رکھے گئے تھے اور جو عوام سے وعدے کیے گئے تھے کیا وہ وعدے پورے ہوئے۔کیا یہ حکومت اب بتا سکتی ہے کہ پچھلے سال آپ نے عوام کے ساتھ جو بڑے بڑے وعدے کیے تھے، جھوٹ بولے تھے وہ پورے ہوئے ہیں؟میں یہ واضح طور پر کہتا ہوں کہ عوام کے ساتھ مزید بھی جھوٹ ہی بولا جائے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو بجٹ بارہ ہزار کا آپ نے عام آدمی کے لیے دیا ہے، میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ جیسے رضا ربانی صاحب نے کہا میں تو اس سے ایک جملہ آگے کہتا ہوں اس بجٹ سے ان امیر آدمیوں کے کتے کی ایک دن کی خوراک پوری نہیں ہوتی ہے جو آپ نے غریب آدمی کے لیے پورے مہینے کا بجٹ رکھا ہے۔میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بارہ ماہ کا بجٹ جو غریب عوام کے لیے رکھا ہے وہ ان امیر آدمیوں کے لیے ایک رات کی عیاشی کے خرچے کے برابر بھی نہیں ہے۔آپ کیسے دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ غریبوں کا بجٹ ہے؟میں کہتا ہوں کہ یہ غریب دوست بجٹ نہیں ہے یہ بڑے لوگوں کا بجٹ ہے۔اس بجٹ کے ساتھ ایک بہت بڑا خلا سامنے آگیا ہے، بہت بڑا فرق نظر آگیا ہے، ایک vacuum پیدا ہو گیا ہے۔غریب آدمی سوچنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ میرے ساتھ یہ کیا ہونے جارہا ہے۔

جناب چیئرمین!کسی بھی ملک میں، کسی بھی معاشرے میں معیشت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن یہاں مضبوط معیشت نہیں ہو گی،اگر ہمارا سسٹم اور معیشت صحیح خطوط پر استوار نہیں ہوں گے تو یہاں کے رہنے والے لوگوں کی خوشحالی کے لیے کچھ بھی نہیں ہو گا اور پھر آپ یاد رکھیں وہ قوم، وہ ملک کبھی ترقی نہیں کر پاتے جن کی قومیں معاشی لحاظ سے کمزور ہوتی ہیں اور پوری دنیا کی نظروں میں ان کی کوئی وقعت نہیں رہتی جن کا معاشی نظام کمزور ہوتا ہے۔غریب کو سوائے خودکشیوں کے اور کچھ نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین! کیا آپ بھول گئے ہیں کہ اس حکومت کے حوالے سے پورے پاکستان کی حالت یہ ہے کہ لوگ بھوکے مر رہے ہیں اور عورتیں اپنے بچوں کے ساتھ خودکشیاں کر رہی ہیں۔ باپ اپنے بچوں کو فروخت کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ چلو ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں ہے یہ تو وہاں زندہ رہے گا۔ آپ نے اس قوم کا کیا حال بنا دیا ہے۔ میں آپ کو یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی ملک کا دفاع، کسی بھی ملک کی خود مختاری، کسی بھی ملک کی غیرت تب مضبوط ہوتی ہے جب اس کے معاشی حالات بہتر ہوتے ہیں جب معاشی حالات تباہ ہو جاتے ہیں تو ان قوموں کو اپنا وجود برقرار رکھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ آپ تاریخ کو دیکھیں کہ جو قومیں معاشی طور پر بدحالی کا شکار ہوئیں، ان کا وجود ختم ہو گیا، ایک مضبوط power ہونے کے باوجود بھی وہ قومیں اپنے ملک کو نہ سنبھال سکیں۔ میری گزارش یہی ہو گی کہ اس بجٹ پر نظر ثانی کی جائے اور اس میں زیادہ سے زیادہ غریبوں کا خیال رکھا جائے۔

اس بجٹ میں تعلیم کے حوالے سے بہت بڑا تضاد ہے، غریبوں کے بچوں کی تعلیم کے لیے علیحدہ سکول بنائے گئے ہیں اور امیروں کے بچوں کے لیے علیحدہ سکول بنائے گئے ہیں، یہ قوم کس طرح ترقی کرے گی کہ جب ایک کسان، ہاری اور مزدور کے بچے کے لیے اس معاشرے میں تعلیم کے لیے حوالے سے کچھ نہیں رکھا گیا تو وہ کسان کیوں کر محنت کرے گا اور production میں دلچسپی لے گا جبکہ اسے معلوم ہے کہ اس ملک کے حاکموں سے ہمیں کچھ نہیں ملنا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا اس تفاوتی تعلیمی نظام کو ختم کیا جائے اور غریبوں کی تعلیم کی جانب حکومت متوجہ ہو۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالقیوم سومرو: جناب چیئرمین! پورے پاکستان کے پرائیویٹ اداروں میں غریب طلباء کے لیے تعلیمی کوٹہ مقرر کیا جائے تاکہ غریب کا بچہ بھی medical colleges, Engineering colleges, universities میں تعلیم حاصل کر سکے کیونکہ وہ پرائیوٹ اداروں کی fee afford نہیں کر سکتا۔ میری یہ بات بھی ریکارڈ پر لائی جائے تاکہ یہ وزیراعظم میاں

نواز شریف صاحب تک پہنچے کہ جب وہ کراچی سنٹرل جیل سے لانڈھی جیل میں آئے تھے، باقی صوبوں میں جو آپ کے ساتھ ہوا میں اس کا ذکر نہیں کر رہا لیکن سندھ کے لوگوں نے آپ کو محبت دی تھی۔ آپ نے سندھ کے لوگوں کے ساتھ ایک وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ نے مجھے موقع دیا تو میں سندھ کے لوگوں کی محبت کا یہ قرض اتار دوں گا۔ میاں نواز شریف صاحب میں آج آپ کو اس وعدے کی یاد دہانی کرا رہا ہوں۔ کیا آپ کا یہ وعدہ تھا کہ آپ نے آتے ہی سندھ کے لوگوں کو بے روزگار کر دیا، انہیں ملازمتوں سے برخاست کر دیا۔ جناب آصف علی زرداری صاحب کے دور حکومت میں سندھ کے غریب لوگوں کو نوکریاں دی گئی تھیں مگر اس حکومت نے انتقاماً کارروائی کر کے سندھ کے کافی لوگوں کو فیڈرل گورنمنٹ کے محکموں سے بے دخل کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں مشاہد اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کیونکہ یہ ہمارے جیل کے ساتھی ہیں، وہ ہماری یہ بات میاں صاحب تک پہنچا دیں کہ سندھ کے لوگ ابھی بھی ان سے محبت کرتے ہیں، انہیں آج بھی ان سے ہمدردی ہے لیکن ان کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے، انہیں نوکریوں سے بے دخل نہ کیا جائے۔ اسٹیٹ کا تو فرض ہے کہ وہ لوگوں کو روزگار مہیا کرے، یہ کیسی حکومت ہے کہ جو غریبوں کا نوالہ بھی چھین رہی ہے۔ آپ جب اقتدار سے باہر ہوتے ہیں تو آپ کو اسلام یاد آتا ہے، اسلامی حوالہ جات کا ذکر کیا جاتا ہے اور جب حکومت میں آتے ہیں تو ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ مجھے وہ بات یاد ہے کہ جب میاں صاحب اپنی تقریر میں یہ کہتے تھے کہ اے حکمرانو اگر ایک کتا بھی بھوک اور پیاس کی وجہ سے دریا فرات پر مر جائے تو اس کا احتساب وقت کے خلیفہ سے ہوتا ہے۔ میاں صاحب! آج کتنے لوگ غربت اور بے روزگاری کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ کیا آپ احتساب سے بالاتر ہیں؟ اس دور میں تو حکمران عام لوگوں کے علاوہ جانوروں پر بھی ترس کھاتے تھے، ان کے حقوق کا بھی تحفظ کیا جاتا تھا۔ آج آپ کے دور میں لوگ خودکشیاں کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ لوگوں کو اس نہج پر نہ پہنچاؤ کہ لوگ خودکشیاں کرتے کرتے خودکش بمبار بن جائیں، اس وقت سے ڈرو۔

میرا تعلق ان غریبوں کے ساتھ ہے، مجھے ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کا اکثر موقع ملتا ہے، مجھے معلوم ہے کہ آپ لوگوں کا ان کے پاس جانا نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کا احساس ہے لیکن مجھے احساس ہے، میرا ان غریب عوام سے تعلق ہے۔ میری محترمہ قائد نے غریبوں کے لیے بہت کچھ کیا۔ ہمارے پانچ

سالہ دور میں بہت ترقیاں ہوئیں۔ میں یہ بات repeat کرنا چاہتا ہوں کہ میاں صاحب آپ ہوش کے ناخن لیں۔آپ کے ساتھ Peoples Party کا تعاون اس لیے جاری نہیں ہے کہ ہمیں آپ سے کوئی ذاتی لالچ ہے۔آپ کے ساتھ اس لیے تعاون ہو رہا ہے کہ ہم جمہوریت کے لیے مر رہے ہیں، ہم جمہوریت کے لیے جدو جہد کر رہے ہیں۔ ہم جمہوریت کے لیے رو رہے ہیں۔ ہمیں جمہوریت عزیز ہے، شاید آپ کو جمہوریت عزیز نہیں ہے۔ جمہوریت کے لیے ہم نے قربانیاں دی ہیں۔ جس کے لیے ہماری رہنما محترمہ بے نظیر بھٹو شہید ہوئیں۔ ہمارے ہزاروں کارکنوں نے جمہوریت کے لیے اپنا خون بہایا ہے۔ ہمیں اس جمہوریت کی قدر ہے، آپ بھی جمہوریت کی قدر کرنا سیکھیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی غلطیوں کی وجہ سے ایک مرتبہ دوبارہ ہم جمہوریت سے دور ہو جائیں اور اللہ نہ کرے کہ وہ دن دوبارہ آئے۔ ہماری دعا ہے کہ آپ اپنے پانچ سال پورے کریں لیکن ان غریبوں کا بھی خیال رکھیں جن کے ووٹ اور جن کی وجہ سے آپ اقتدار میں آئے ہیں۔ جن کے ساتھ وعدے کیے گئے تھے ان وعدوں کی لاج رکھیں۔ میں اپنی تقریر یہاں پر ختم کرتا ہوں۔ انشاء اللہ اگر زندگی رہی تو پھر بات ہو گی۔ السلام علیکم۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بہت شکریہ ڈاکٹر عبدالقیوم سومرو صاحب۔

The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 11th June, 2014 at 04.00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Wednesday the 11th June, 2014 at 4.00 p.m.]